حج: کیا سانحات میں داعش ملوث ہو سکتی ہے؟

تحریر: سہیل احمد لون

وطن عزیز میں عید الضحیٰ تو خیر و عافیت سے گزر گئی مگر حج کے دوران منیٰ میں بھگدڑ مچ جانے سے سات سو سے زائد حجاج کرام شہید ہو گئے چند روز قبل خانہ کعبہ میں کرین گرنے سے بھی سو سے زائد حجاج شہید ہوئے تھے۔ حادثات انسانی تاریخ کا وہ باب ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا البتہ اسے مختلف تدابیر سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے۔ بھگدڑ مچنے سے ہلاکتوں کے زیادہ واقعات عمارتوں میں آگ لگنے کی وجہ سے پیش آئے ہیں جہاں لوگ ہنگامی حالات میں اپنی جان بچانے کے لیے افراتفری کا شکار ہو کر ایک دوسرے کو روند کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کے رونما ہونے کے بعد عمارتوں میں آگ لگنے کی صورت میں حفاظتی اقدامات مزید بہتر بنانے پر توجہ دی گئی۔ عمارتوں میں آگ لگنے کی صورت میں فائر ایگزٹ ڈور کے سائن بورڈ آویزاں کرنا لازمی بنایا گیا۔ ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لیے عمارتوں میں فائر الارم، فائر فائیٹنگ سسٹم اور smoke detectors متعارف کروائے گئے۔ ہنگامی حالات سے نبٹنے کے لیے عمارتوں میں کبھی کبھار محض ریہرسل کے لیے فائیر الارم سسٹم ایکٹی ویٹ کروایا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فائر بریگیڈ کا عملے کتنی دیر میں پہنچا؟ کتنے وقت میں عمارت کو خالی کیا گیا؟ فائر بریگیڈ نے الارم بجنے کی وجہ کتنے وقت میں تلاش کی؟ اس سے آگ بجھانے والے عملے کی کارکردگی جانچنے کے علاوہ اس بات کا بھی پتہ چلایا جاتا ہے کہ لوگ ہنگامی حالات میں کیسا رد عمل دیتے ہیں؟ اس سے ان کو اپنا نظام مزید بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تمام بڑی عمارتوں میں قانونی طور پر فائر الارم سسٹم اور سائن بورڈز آویزاں کرنا ہونا لازمی ہے۔ اگر کوئی بندہ کہیں نئی جگہ جاب کے لیے جائے یا کسی نئی جگہ میں کسی سیمینار یا میٹنگ کے لیے جائے تو اسے آگ لگنے کی صورت میں ہنگامی دروازوں یا راستوں سے متعارف کروایا جاتا ہے تا کہ افراتفری کی وجہ سے بھگدڑ نہ مچ جائے۔ اگر گزشتہ چند دہائیوں کا جائزہ لیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آگ لگنے کی صورت میں بھگدڑ پیدا ہونے سے ہلاکتوں کے واقعات میں بتدریج کمی آتی جا رہی ہے۔ برطانیہ میں فٹبال کی تاریخ میں بھگدڑ مچنے سے سب سے بڑا سانحہ 1989ء میں Hillsborough کا ہے جس کے اسباب جاننے کے لیے اس کیس کو دوبارہ اوپن کیا گیا اور 2012ء میں اصل حقائق عوام کے سامنے لائے گئے اور قصوروار کو سزا دی گئی، حقائق سے ہٹ کر رپوٹنگ کرنے پر The Sun اخبار کو معافی بھی مانگنا پڑی۔ فٹبال کے سٹیڈیم کے علاوہ مندروں، درگاہوں، جلسوں، کنسرٹ، تھیٹر، سرکاری عمارتوں اور شاپنگ پلازہ میں بھی ایسے واقعات ہو چکے ہیں مگر کسی مخصوص مقام پر بار بار ایسا واقعہ ہونا کئی سوالات جنم دیتا ہے۔ گزشتہ ڈھائی دہائیوں میں اگر حج کے دوران بھگدڑ مچنے سے پیش آنے والے حادثات کا جائزہ لیں تو یہ بات نظر آتی ہے کہ مخصوص مقام پر ایک ہی طرز کے حادثات ہونا ایک معمول کی بات بنتی جا رہی ہے۔ 1990ء میں دوران حج مکہ سے منیٰ جاتے ہوئے پیدل چلنے والوں کے لیے سرنگ میں سے گزرتے ہوئے چودہ سو سے زائد حجاج بھگدڑ کی وجہ سے شہید ہوئے۔ 1994ء میں شیطان کو کنکر مارتے ہوئے بھگدڑ سے

270 شہادتیں ہوئیں، 1998ء میں جمرات کی پل پر 118 شہادتیں ہوئیں، 2001ء میں شیطان کو کنکریاں مارنے کے دوران 35 حجاج شہید ہوئے، 2003ء میں چودہ حجاج کرام شیطان کو کنکریاں مارنے کے دوران بھگدڑ مچ جانے سے شہید ہوئے، 2004ء میں 251 شہادتیں شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئیں، 2006ء میں شیطان کو کنکریاں مارتے ہوئے ایک مرتبہ پھر بھگدڑ مچ گئی جس سے 346 حجاج شہید ہوئے۔ ایک تسلسل کے ساتھ ایک ہی مقام پر ایک ہی طرز کا حادثہ پیش آنا انتظامیہ کے لیے بھی پریشانی کا باعث بنا جس کے بعد وہاں آنے اور جانے کے راستے الگ کر دیئے گئے جس سے چند سال ایسی نوعیت کے واقعات ہونے میں کمی ہوئی۔ مگر 2015ء میں ایک مرتبہ پھر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور حالیہ رپورٹ کے مطابق اب تک 769 حجاج شہید ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے۔

تا حال تقریباً تین سو پاکستانیوں کا ابھی تک پتہ نہیں چل رہا۔ خانہ کعبہ کے گرد تعمیراتی کام دوران حج روکنے کے ساتھ ساتھ کرینوں کو اگر بند کر دیا جاتا تو ایسا حادثہ پیش نہ آتا۔ اگر خانہ کعبہ کے گرد extention ضروری تھی تو اس کی طرز مسجد نبوی والی ہوتی تو زیادہ بہتر تھا۔ خانہ کعبہ کے گرد عمودی طرز تعمیر آنے والے وقتوں میں مزید حادثات کو جنم دے سکتا ہے۔ سعودی حکومت جتنا ریونیو حج اور عمرے سے اکٹھا کرتی ہے اگر اسے مکہ اور مدینہ کے انفاسٹرکچر پر خرچ کرے تو خصوصاً حج کے دوران پیش آنے والے حادثات کے ساتھ سختیوں میں بھی بہت کمی آ سکتی ہے۔ خصوصاً غریب لوگ جو حج یا عمرے کا کوئی Luxury پیکیج خریدنے کی سکت نہیں رکھتے وہ بھی انسانوں کی طرح وہاں سفر کر سکیں اور رات کو آرام کر سکیں۔ ایک بار سے زائد حج کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تا کہ ان لوگوں کو بھی موقع مل سکے جو ایک بار اس فرض کو پورا کرنے کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اگر سرکار دو عالم نے ایک بار حج کیا تھا تو ہم اس طریق کو کیوں اصول یا قانون کا درجہ نہیں دے سکتے ؟۔ اتنی تعداد کو بلانا چاہیے جن کو کنٹرول کرنا بھی آسان ہو، دوران حج لوگوں کو صرف بسکٹ، جوس، کھجور اور پانی کی بوتل ہی نہیں بلکہ دیگر سہولیات بھی مہیا ہونی چاہیے۔ بہت زیادہ عمر رسیدہ یا بیمار لوگوں کے لیے بھی نئے قوانین کی ضرورت ہے۔ حج پر آنے سے قبل ہر فرد کے لیے اپنے ملک میں حج کے دوران نظم و ضبط قائم رکھنے کے لیے مخصوص ٹریننگ لازمی ہونی چاہیے تا کہ حادثات سے بچا جا سکے۔ ڈھائی ملین افراد کے نظم و ضبط کو کنٹرول کرنا سعودی حکومت کے لیے بہت مشکل کام ہے مگر ہر فرد اور گروہ اپنے نظم و ضبط کا خیال رکھنے کا پابند بنانا ضروری ہے۔ شیطان کو کنکریاں مارتے بھگدڑ سے پیدا ہونے والے حادثات کا ذمہ دار شیطان نہیں بلکہ ہماری جہالت ہے۔

آخر کب تک ہم ایسے حادثات میں مرنے والوں کو خوش قسمت کہہ کر اپنی کوتاہیوں سے منہ موڑتے رہیں گے؟ اگر شہید ہونے والے خوش قسمت تھے تو زخمی ہونے یا زندہ بچ جانے والوں کو ہم کیا بد قسمت کہہ سکتے ہیں؟ اب اس حادثے کی تحقیق ہو گی جس میں قصور وار مرنے والے ہی ہونگے۔ سعودی حکومت یا انتظامیہ اس معاملے میں بری الذمہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آئندہ شیطان کو کنکریاں مارنے کے دوران بھگدڑ نہ ہو اس کے لیے سعودی حکومی کیا لائحہ عمل سامنے لاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سعودیہ کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ داعش کی کارروائیاں گلف میں پھیل چکی ہیں اور جو لوگ خودکش حملہ آور تیار کر سکتے ہیں اُن کیلئے اتنے بڑے اجتماع میں بھگدڑ کروانا کوئی مشکل کام نہیں سعودیہ حکومت کو اس حوالے سے نہ صرف اقدامات کرنے چاہیں بلکہ موجودہ دونوں سانحات کی تحقیقات میں نہ صرف اسے مدنظر رکھا جائے بلکہ اگر کوئی ایسے شواہد سامنے آتے ہیں تو انہیں مسلم امہ کے سامنے بھی پیش کرنے چاہیں۔ انسان روز ازل سے حادثات سے

نمٹتا آیا ہے اور نت نئے سانحات کی وجہ بھی بنتا رہے ہے۔ سعودیہ میں حج کے موقع پر ہونے والی اموات انتہائی افسوسناک ہیں کہ پناہ کے مقام پر لوگ غیر محفوظ ہو گئے۔ حج بہت بڑی سعادت ہے لیکن اسکے ساتھ ساتھ یہ سعودی ریاست کی بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے جس سے وہ احسن طریقے سے نبرد آزما نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالی دنیا بھر کے مسلمان جوان سانحات میں شہید ہوئے ہیں انہیں اپنے جوارِ رحمت میں بلند ترین مقام پر فائز کرے اور اُن کے ورثہ کو صبر عطا کرئے۔ آمین

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

26-09-2015